ترجمہ و تلخیص

اصحابِ صفّہ اور اشاعتِ اسلام

ڈاکٹر حارث سلیمان الضّاری

ترجمہ: پروفیسر مسعود الرحمٰن خان ندوی

صُفّہ

لغت میں صُفّہ سایہ دار چبوترہ یا چھپّر کو کہتے ہیں[۱] اسلامی اصطلاح میں اس کا اطلاق مسجدِ نبوی کے جوار میں اس چبوترہ پر ہوتا ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے ان مہاجر فقراء کے لیے بنایا تھا جن کا مدینہ میں گھر بار تھا نہ دوست یار۔ یہ ایک طرح سے اولین اسلامی مدرسہ کے طلبہ کی قیام گاہ تھی جو سنہ ۱ھ میں شروع ہوا تھا۔ دار قطنیؒ نے کہا ہے کہ مسجد نبوی اس چبوترہ کے آخر میں تھی۔[۲] جب کہ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ یہ سایہ دار چبوترہ مسجد نبوی کے آخر میں ان پردیسیوں کے لیے تعمیر کیا گیا تھا جن کا گھر بار تھا نہ کوئی جائے پناہ۔[۳]

اصحابِ صُفّہ

اصحابِ صفہ عرب و عجم کے وہ غریب مہاجر اہلِ ایمان تھے جنھوں نے مادی و معاشرتی ناسازگار حالات کے تحت مسجدِ نبوی میں قلیل یا طویل مدت کے لیے سکونت اختیار کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ (جو خود اہلِ صفہ میں سے تھے) نے کہا ہے: ''اصحابِ صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ گھر بار، مال و دولت یا کسی فرد کا سہارا نہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ تناول نہ فرماتے، ہاں! جب ہدیہ آتا تو خود تناول فرماتے اور اہلِ صفّہ کو بھی اس میں شریک کرتے''۔[۴] ابن سعد نے یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے روایت کی ہے کہ ''اہلِ صفہ

رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ تھے جن کے پاس گھر نہیں تھے، وہ مسجد نبوی میں سوتے اور سایہ حاصل کرتے ، اس کے علاوہ ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا''۔۵ ابو الأسود دؤلی نے حضرت طلحہ بن عمروؓ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ''جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا مدینہ میں کوئی جاننے والا ہوتا تو وہ اس کے پاس قیام کرتا، لیکن جس کا کوئی جاننے والا نہ ہوتا تو وہ اصحابِ صفہ کے ساتھ مقیم ہوتا، میں بھی صفہ کا باسی رہا ہوں، وہاں میں نے ایک شخص کی رفاقت اختیار کر لی تھی، اور رسول اللہ ﷺ ہر روز دو آدمیوں کو ایک مُد کھجور راشن عطا فرماتے تھے''۔۶

ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صفہ کوئی یتیم خانہ یا ناکارہ لوگوں کا گھر نہیں تھا، جہاں لوگ صرف ضروریاتِ زندگی کی تلاش میں آ گئے تھے، جیسا کہ بعض بے علم لوگوں کا خیال ہے۔ وہ تو ان لوگوں کا ماؤی و مسکن تھا جنھوں نے صدیوں سے انسانیت پر شرک و گم راہی کی چھائی ہوئی زندگی سے فرار اختیار کر کے ایمان کی تلاش میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف اس وقت ہجرت کی جب اس کی ہوائیں طیبہ سے چلیں، انھوں نے ایمان کی محبت میں اہل و عیال ، مال و دولت اور وطن سب کچھ چھوڑا تو پھر پلٹ کر پیچھے نہ دیکھا، ان کی اس قربانی کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کا جھنڈا بلند کرنے ، اس کا دفاع کرنے ، لوگوں کو اس کی دعوت دینے اور سارے عالم میں اس کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے چُن لیا۔

اصحابِ صفہ کی تعداد

مصادر میں اصحابِ صفہ کی کوئی متعین تعداد نہیں ملتی۔ حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت میں ان کی تعداد ستر بتائی گئی ہے جن میں سے کسی کے پاس چادر (کامکمل لباس) نہ تھا۔ ۷ یہ بھی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوتی، نیز حضرت ابو ہریرۃؓ نے یہ تعداد سنہ ۷ھ کی ابتداء میں خود اصحابِ صفہ میں شامل ہونے کے بعد کی بتائی ہوگی ، اس سے پہلے کی تعداد کا ذکر نہیں ہے جو کسی بھی وجہ سے صفہ چھوڑ چکے تھے ۔ بعض مصادر میں

لگ بھگ چار سو کی تعداد کا ذکر کیا جاتا ہے، ظاہر ہے یہ بھی کوئی متعین تعداد نہیں ہے، اس بارے میں حافظ ابو نعیمؒ نے صحیح بات کہی ہے کہ ''اوقات اور احوال کے لحاظ سے اصحابِ صفّہ کی تعداد مختلف ہوتی تھی، کبھی کسی وجہ سے صفہ کے مقیمین صفہ چھوڑ دیتے تھے تو تعداد کم ہو جاتی تھی، کبھی آنے والوں کی زیادتی ہوتی تو تعداد بڑھ جاتی۔ ۸ حافظ ابن حجرؒ نے بھی کہا ہے کہ علاماتِ نبوت میں حضرت ابو ہریرہؓ کی مذکور ستّر کی تعداد کا مطلب محدود کرنا نہیں، بلکہ یہ تو اس وقت کی تعداد ہے جس وقت کا قصہ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے۔ ۹

حالاتِ اصحابِ صفّہ

اصحابِ صفّہ پر فقر و ضرورت، لباس کی خرابی اور مظہر کی خستگی کا غلبہ تھا، چناں چہ حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھاتے تو بعض اصحابِ صفّہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گر پڑتے، یہاں تک کہ بدو کہنے لگتے کہ یہ پاگل لوگ ہیں، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت گذر چکی ہے کہ اصحابِ صفّہ کے ستّر افراد میں سے کسی کے پاس چادر نہیں تھی، ۱۰ دوسری روایت میں ہے کہ اصحابِ صفّہ کے تیس آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، ان کے پاس چادریں نہیں تھیں، ایک اور روایت میں ہے کہ تہمد میں (دیکھا) اور میں بھی انھیں میں سے تھا۔ ۱۱ ابو حازم نے حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اصحابِ صفہ میں تھا، ہم میں سے کسی کے پاس مکمل لباس نہیں تھا، پسینہ نے ہماری کھالوں پر میل اور مٹی کے نشان بنا دیے تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ ہم کم زور مسلمانوں کو ایک شخص قرآن سنا رہا تھا اور ہمارے لیے دعا کر رہا تھا، میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان میں سے کسی کو پہچان نہیں پا رہے تھے، اس لیے کہ وہ اپنے جسموں پر ٹھیک سے کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی آڑ میں چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ۱۲

اہلِ صفّہ نے فقر و فاقہ پر صبر کر کے اللہ کی عطا کردہ نعمت اسلام کو ترجیح دی، اللہ کی راہ میں اس قربانی پر اسی سے ثواب کی امید رکھی، تاکہ دیگر مسلمان بھائیوں کی طرح شرفِ صحبت سے مستفید ہوں، چناں چہ دنیا و آخرت میں ان کا مقام بلند ہوا اور تاریخ نے ان کی خوش گوار یاد کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔

اصحابِ صفّہ کے اسمائے گرامی

بعض علماء نے اصحابِ صفہ کے اسمائے گرامی تلاش کر کے جمع کرنے کی امکانی کوشش کی ہے۔ان میں سے ابوسعید احمد بن محمد ابن الاعرابی (م ۳۴۰ھ) نے اپنی کتاب اصحاب الصفۃ میں، ان کے بعد ابوعبد اللہ الحاکم نیسابوری (م ۴۰۵ھ) نے بھی اصحابہ الصفۃ نامی کتاب میں، پھر ابوعبد الرحمٰن محمد بن حسین سُلمی (م ۴۱۲ھ) نے تاریخ اھل الصفۃ میں[۱۳] اصحابِ صفہ کے اسماء گرامی جمع کرنے کا کام کیا۔اس کے بعد ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (م ۴۳۰ھ) نے ''حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء'' میں سابقین کی کوششوں سے فائدہ اٹھا کر سب اصحابِ صفہ کے اسماء و احوال ایک جگہ مرتب کیے اور جو اسماء رہ گئے تھے ان کا استدراک کیا۔ چناں چہ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: ''اصحابِ صفہ کے اسماء کی طرف ابوسعید بن الاعرابی نے توجہ کی، پھر ابوعبد الرحمٰن سُلمی نے کچھ ناموں کا اضافہ کیا، اس کے بعد ابونعیم نے سب کو یکجا کیا، اور فوت شدہ کا استدراک کیا، اور یہ بھی بتایا کہ بعض لوگوں کو اشتباہ یا غلطی کی وجہ سے اصحابِ صفّہ میں شامل کر لیا گیا ہے، حالاں کہ وہ ان میں سے نہیں ہیں۔[۱۴] محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے اپنی کتاب رجحان الکفّة فی بیان نبذة من أخبار اهل الصفّة میں اصحابِ صفہ کے کچھ حالات کا ذکر کیا۔ انھوں نے ابونعیم کے بیان کردہ اسماء اصحابِ صفّہ کی تجرید کر کے ان کو معجم کے حروف کے مطابق مرتب کیا، لیکن استقصاء نہیں کیا، [۱۵] ان تمام کوششوں کے باوجود ان علماء نے صرف پچاس سے کچھ اوپر اسماء اصحابِ صفہ ذکر کیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ان کی حقیقی تعداد سے بہت کم ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اصحابِ صفّہ کا مقام

اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دیگر صحابہ کے نزدیک اصحابِ صفہ کا بڑا مقام تھا، چناں چہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہ کی عام تعدیل، ان سے رضا مندی، اچھا وعدہ، جنت میں قیام اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی سرپرستی، دیکھ بھال اور تعریف کے علاوہ اصحابِ صفہ کی ایسی صفات بیان کی گئی ہیں جو ان کے فضل اور اعلیٰ درجہ پر دلالت کرتی ہیں، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے رب کی مرضی کے لیے صبح و شام تسبیح وتحمید، دعا اور نماز جیسے اعمال صالحہ ادا کرنے والے کہا ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ	اپنے رب کی رضا کے لیے جو صبح و شام
وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الانعام ۵۲)	اس کو پکارتے ہیں ان کو آپ نہ دھتکاریں

یہ آیت اصحابِ صفہ اور دیگر کم زور وفقیر مسلمانوں کے حق میں اتری تھی، چناں چہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مسلمؒ کی روایت ہے کہ: ''ایک موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ ہم چھ آدمی تھے، مشرکین نے حضور سے کہا: ان لوگوں کو باہر نکال دیں، تاکہ یہ ہمارے خلاف جرأت نہ کرنے لگیں۔ سعدؓ نے کہا کہ ان چھ افراد میں ایک میں تھا، دوسرے ابن مسعودؓ، تیسرا ایک قبیلۂ ہذیل کا آدمی، چوتھے بلالؓ، نیز دو دیگر لوگ تھے جن کے نام مجھے یاد نہیں۔ مشرکین کے مذکورہ مطالبہ سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں کچھ بات آئی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت اتاری۔ ۱۷؎ ابونعیم کی روایت میں ہے کہ: ''ہم آگے بڑھ بڑھ کر نبی ﷺ کے قریب بیٹھتے تھے، تو مشرکین نے کہا: ہم کو چھوڑ کر آپ ان لوگوں کو اپنے قریب کرتے ہیں، اس پر حضور نے کسی دوسری بات کا ارادہ کیا، تو یہ آیت اتری۔ ۱۸؎ ابن ماجہؒ اور ابونعیمؒ نے اس آیت سے متعلق خباب بن اَرتؓ کی روایت بیان کی ہے کہ: ''اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو کم زور مسلمانوں میں سے صہیبؓ، بلالؓ، عمارؓ اور خبابؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا، ان کو حقیر سمجھا، حضور کے پاس آئے اور ان سے خلوت میں

کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ مجلس کا الگ سے وقت مقرر کردیں، تاکہ عرب کو ہماری فضیلت (بڑائی) معلوم ہو، اس لیے کہ آپ کے پاس عرب کے وفود آتے ہیں تو ہم کو شرم آتی ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ دیکھیں، اس لیے جب ہم آئیں تو آپ ان کو مجلس سے اٹھادیں، پھر جب ہم فارغ ہوجائیں تو اگر آپ چاہیں تو ان کو بٹھالیں، حضور نے فرمایا: ہاں، انھوں نے کہا: یہ بات ہمارے لیے لکھ دیجیے، آپ نے کاغذ منگوایا اور علیؓ کو بلایا تاکہ وہ لکھیں، جب کہ ہم ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت جبرئیلؑ آئے اور مذکورہ آیت سنائی۔ اس موقع پر یہ آیت بھی نازل ہوئی:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ	آپ ان لوگوں کے ساتھ اپنے کو روکے
رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ	رکھیے جو اللہ کی رضا کے لیے صبح و شام
وَجْھَہٗ (الکہف ۲۸)	اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

خبابؓ کہتے ہیں: پھر ہم نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے، اور جب آپ کے اٹھنے کا وقت آتا تو ہم خود اٹھ جاتے تھے کہ آپ جب پسند فرمائیں مجلس سے اٹھ جائیں۔ ۱۹

اصحابِ صفہ اور دیگر غریب مسلمانوں کے ذکر، عبادت اور اخلاص کی بدولت اللہ نے نبی ﷺ کو امراء کی تالیف قلب کے لیے فقراء کو اپنی مجلس سے عارضی طور پر بھی اٹھانے سے نہ صرف منع فرمادیا، بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی، مستقل ربط و تعلق اور سرپرستی و اعزاز کا بھی حکم دیا۔ ۲۰ اس الٰہی رہنمائی کے بعد نبی ﷺ نے بے یارو مددگار صحابہ سے اپنا ربط و ضبط اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بڑھادیا، نیز صحابہ کے اٹھنے سے پہلے آپ خود مجلس سے نہ اٹھتے، تاکہ فرمانِ الٰہی کی تعمیل کے علاوہ ایمان کی راہ میں ہر تنگی و پریشانی برداشت کرکے استقلال کا ثبوت دینے والے جیالے صحابہ کے دل خوش ہوں، چناں چہ مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی تعریف ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے افراد پیدا کیے جن کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا''۔ ۲۱ ایک روایت میں ہے کہ ایک موقع پر کسی صحابی نے آپؐ سے پوچھا: ''اے رسول اللہ آپؐ نے عیینہ اور اُقرع کو سینکڑوں

عطا فرمائے اور جُعیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا'' تو آپؐ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جُعیل بن سراقہ ساری زمین، تمام موجودات اور عیینہ اور اُقرع جیسے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، لیکن میں نے اسلام لانے کے لیے ان دونوں کی تالیف قلب کی ہے، اور جُعیل کو اس کے اسلام کے بھروسہ پر چھوڑ دیا ہے۔۲۲

اصحابِ صفّہ کو نبی ﷺ کی سرپرستی

نبی ﷺ کو اصحابِ صفہ کے امور سے بہت دل چسپی تھی۔ آپ ان کا ایک باپ کے اپنے فرزندوں، ایک استاد کے اپنے ہونہار شاگردوں اور ایک داعی کے اپنے وفادار متبعین کی طرح خیال کرتے اور سرپرستی فرماتے تھے، اس حسنِ سلوک کی وجہ سے ان حضرات کی بہت سی نفسیاتی اور مادی پریشانیاں ہلکی ہوگئی تھیں، چناں چہ آپ ان کی خبرگیری کرتے، بیش تر اوقات ان کے ساتھ گذارتے، اور زیادہ تر حالات، یہاں تک کہ بھوک اور فاقہ میں بھی ان کے ساتھ شریک رہتے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابوطلحہؓ آئے، جب کہ نبی ﷺ اصحابِ صفہ کو کھڑے ہوئے پڑھا رہے تھے، اور آپ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا، تا کہ کمر سیدھی رکھ سکیں۔۲۳

آپ کی اس سرپرستی کے کئی پہلو تھے، ان میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

(الف) علمی سرپرستی:

یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ نبی ﷺ تمام صحابہ کے معلم اوّل تھے۔ دیگر صحابہ کے مقابلہ میں فراغت اور ہر وقت حضور کی رفاقت کی وجہ سے اصحابِ صفہ کو رسول اللہ ﷺ سے تعلیم حاصل کرنے اور ان کی خبرگیری کا زیادہ حصہ ملا تھا۔ آپ ان کو قرآن وسنت کی تعلیم دیتے، نیز سلوک وعمل سکھاتے، اور مسجد نبوی وصفّہ کے اندر و باہر ایک دوسرے کے ساتھ حسن معاملہ کی ہدایت فرماتے، اور دوگنے اجر وثواب کی ترغیب کے ذریعہ تلاوتِ قرآن کی تاکید کرتے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ

ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے، جب کہ ہم صفہ میں تھے اور فرمایا: تم میں سے کون چاہتا ہے کہ ہر روز بطحاء اور عقیق جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ یا قطع رحم کے دو اعلیٰ قسم کی اونٹنیاں لائے؟ ہم نے کہا: اے رسول اللہ! یہ تو ہم میں سے ہر ایک پسند کرتا ہے، آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کیوں مسجد جا کر کچھ نہیں سیکھتا یا کتاب اللہ کی دو آیتیں نہیں پڑھتا کہ یہ اس کے لیے دو، تین اور چار اونٹنیوں یا چار اونٹنیوں کے ساتھ چار اونٹوں کے جوڑوں سے بہتر ہیں۔'' ۲۴ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس وقت ایک آدمی ہمیں قرآن پڑھا رہا تھا اور دین کی باتیں سکھا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کے ذریعہ اشارہ فرمایا کہ گول حلقہ بنالو۔ چناں چہ حلقہ بن گیا، پھر آپ نے کہا: کیا تم لوگ مذاکرہ کررہے تھے؟ حاضرین نے کہا: یہ شخص ہمیں قرآن پڑھا رہا ہے اور ہمیں دین کی باتیں سکھا رہا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو کررہے تھے وہی کرو'' ۔ ۲۵ زرعۃ بن عبد الرحمٰن نے اپنے والد (جن کا نام حافظ ابو نعیم کے مطابق جرہد تھا اور جو اصحاب صفہ میں سے تھے) سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بیٹھے، جب کہ میری ران کھلی ہوئی تھی، آپؐ نے فرمایا: اس کو ڈھانکو، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ران ستر ہے؟۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کتاب وحکمت سے تعلیم و تربیت کے ذریعہ اصحابِ صفہ کو مطلوب درجہ تک پہنچا دیا، تا کہ وہ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دینے کے قابل ہو جائیں۔

(ب) تربیتی اور نفسیاتی سرپرستی

ایمانی طاقت اور اس کے لیے عظیم قربانیوں کے باوجود بحیثیت انسان بعض اہلِ صفہ فقر و فاقہ کی وجہ سے نفسیاتی طور پر پریشان ہوتے تھے، نبی ﷺ ان کی اس پریشانی کو خوب جانتے تھے، اور اسے حل کرنے یا کم از کم ہلکا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ آپ خود ہی پہل کرکے ان سے ان کے حالات وضروریات معلوم کرتے اور بتاتے کہ وہ جس حال میں ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے اور انجام کار ان کے مفاد

میں ہے۔ اس سے ان کے دل خوش ہوتے، پریشانی کم ہوتی اور ہمّت بڑھتی ۔ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اصحابِ صفہ کے پاس آئے اور کہا: تم لوگ کیسے ہو؟ انھوں نے کہا: خیریت سے ہیں، آپؐ نے فرمایا: تم لوگ آج بہتر ہو، اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب تم میں سے کسی کو ایک طرف (کھانے کا) لگن ملے گا، اور دوسری طرف خوشبو، اور تم میں سے کوئی اپنے گھر پر کعبہ کی طرح پردے ڈالے گا؟ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا ہم کو یہ سب ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! انھوں نے کہا: اس دن ہم بہتر ہوں گے، صدقہ و خیرات دیں گے اور غلام آزاد کریں گے! آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم لوگ آج بہتر ہو! اس لیے کہ جب تم کو وہ سب چیزیں ملیں گی تو آپس میں حسد، قطع رحمی اور بغض کرنے لگو گے"۔ ۲۷ ثابت بنانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ ایک جماعت میں تھے جو اللہ کے ذکر میں مشغول تھی، نبی ﷺ کا اس جماعت کے پاس سے گذر ہوا تو وہ لوگ رک گئے۔ آپؐ نے فرمایا: تم کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، ہم اللہ کا ذکر کررہے تھے، آپ نے فرمایا: "ذکر کرتے رہو، اس لیے کہ میں نے تم لوگوں پر رحمت اترتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے چاہا کہ میں بھی اس میں تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں"۔ ۲۸

اس پُر حکمت نفسیاتی و تربیتی اسلوب کے ذریعہ نبی ﷺ نے اس سچی مومن جماعت کو دنیوی فکر سے اوپر اٹھنے، پریشانی پر صبر کرنے اور اللہ کے ثواب اور دائمی نعمتوں کی لو لگانے پر آمادہ کیا۔

(ج) مادّی سرپرستی

اصحابِ صفہ اور دیگر غریب صحابہ کی علمی، تربیتی اور نفسیاتی سرپرستی کے علاوہ نبی ﷺ نمایاں طور پر ان کی مادّی خبرگیری بھی کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو چیز بھی کم یا زیادہ ہوتی یا بطورِ ہدیہ آتی، خود کو اس کی سخت ضرورت ہونے کے باوجود ان کو عطا فرماتے، اور ان کے کھانے پینے کی نگرانی اور خبرگیری کرتے، چنانچہ مجاہد بن جبرؒ نے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: ''اللہ کی قسم، بھوک کی وجہ سے میں کبھی زمین پر بیٹھ جاتا تھا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا...... یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ گذرے اور میرے چہرے پر بھوک کے اثر کو پہچان لیا، آپؐ نے مجھے پکارا: ابو ہریرۃ! میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، حاضر ہوں، آپؐ مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے، وہاں آپ نے ایک پیالہ میں دودھ رکھا پایا، آپ نے (گھر والوں سے) پوچھا: یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ جواب دیا گیا: فلاں نے بھیجا ہے، آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرۃ، جاکر اصحابِ صفہ کو بلالاؤ، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: اس وقت آپ کا مجھ کو اہل صفہ کے پاس بھیجنا برا لگا، اور میں نے (دل میں) کہا: مجھے تو امید ہو رہی تھی کہ یہ دودھ مجھے پینے کو مل جائے گا، تمام اصحاب کا اتنے سے دودھ میں کیا بھلا ہوگا، مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے چارہ نہ تھا، اس لیے میں انھیں بلانے آیا، سب فوراً چل دیے، جب سب پہنچ گئے تو آپؐ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرۃ، یہ لے کر ان کو دو''، میں ایک ایک آدمی کو دیتا جاتا، اور وہ پی کر سیراب ہوتا، یہاں تک کہ میں نے سب کو پلا کر اس کو رسول اللہ ﷺ کو واپس کیا''۔ آپؐ نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا، اور فرمایا: ''اب میں اور تم بچے'' میں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا: پیو، میں نے پیا، پھر فرمایا، اور پیو، میں نے پھر پیا، آپؐ یہی فرماتے رہے، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ بھیجا ہے! اب بالکل گنجائش نہیں ہے۔ تب آپؐ نے پیالہ لے کر باقی بچا ہوا دودھ نوش فرمایا۔ ۲۹ یہی ایک روایت رسول اللہ ﷺ کی اہلِ صفہ کی خبر گیری، ان کی تنگی ترشی میں شرکت اور ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینے پر دلالت کے لیے کافی ہے، نیز اس واقعہ میں جو طاقت ور ایمانی عناصر ہیں وہی اصحابِ صفہ کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے لیے بڑی سے بڑی مشکلات کو خاطر میں نہ لانے پر آمادہ کرتے تھے۔

اصحابِ صفہ کی خبر گیری کے ذیل میں یہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے

دولت مند صحابہ کے صدقات اصحابِ صفّہ نیز دیگر غریب مسلمانوں کو عطا فرماتے ،جنگوں کے ذریعہ حاصل ہونے والے اموال غنیمت ان میں تقسیم کرتے ،کبھی ان کو کھانا کھلانے کے لیے اپنے صحابہ کے سپرد کرتے تو حسبِ استطاعت کوئی دو ،کوئی تین ،کوئی چار یا اس سے زیادہ افراد کو اپنے گھر لے جاتا ، ابوعثمان نہدیؒ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بیان کیا: ''اہلِ صفہ غریب لوگ تھے ، رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ تیسرے آدمی کو لے جائے ، اور جس کے پاس چار افراد کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ پانچویں اور چھٹے شخص کو لے جائے ، یہ سن کر ابو بکرؓ تین اشخاص کو اپنے ساتھ لے گئے اور خود اللہ کے نبی ﷺ دس کو۔[۳۰] محمد بن سیرینؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شام کے وقت اصحابِ صفّہ میں سے بعض افراد کو اپنے بعض صحابہ میں تقسیم فرمادیتے ، کوئی ایک ، کوئی دو ، کوئی تین (یہاں تک کہ انھوں نے دس تک بیان کیا) کو لے جاتا ۔ حضرت سعد بن عبادہؓ ہر رات ان میں سے اسّی آدمیوں کو کھانا کھلانے اپنے گھر لے جاتے ۔[۳۱] ابن سعد نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اصحابِ صفّہ کو رات کے کھانے کے وقت بلاتے ، اور ان کو اپنے صحابہ میں بانٹ دیتے ، اور ان میں ایک گروہ رسول اللہ کے ساتھ رات کا کھانا کھاتا ، یہاں تک کہ اللہ نے دولت عطا فرمائی ۔[۳۲]

نبی ﷺ کے علاوہ مال دار صحابہ اپنی استطاعت کے بقدر براہ راست بھی نیکی اور مدد کے کام انجام دیتے تھے ، چناں چہ حسن بصریؒ کی روایت ہے کہ ''صفّہ کم زور مسلمانوں کے لیے تعمیر ہوا تھا ، عام مسلمان ان کے ساتھ جو کچھ بھلائی کر سکتے تھے ، کرتے تھے۔[۳۳] اللہ کی راہ پر چلنے اور اس کے دین کی سر بلندی کے لیے صحابہ میں انفاق اور مسابقت کا جو جذبہ تھا اس سے ہر ایک واقف ہے ۔

اشاعتِ اسلام میں اصحابِ صفّہ کا حصہ

اسلام کی مدد اور اس کے اصولوں کی نشر و اشاعت میں اصحابِ صفّہ کا نمایاں

حصہ ہے۔انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اور اس کے بعد دیگر صحابہ کے ساتھ ہر میدانِ عمل میں شرکت کی۔ان میں مجاہدین وشہداء تھے جنھوں نے بہادری، ثابت قدمی اور بے خوفی کی شان دار مثالیں قائم کیں، ان میں علماء، مفتی، راوی اور حکام تھے جنھوں نے نبی ﷺ سے علم حاصل کیا اور دوسروں میں اس کو پھیلا دیا، اصحابِ صفہ نے دعوت وتبلیغ کے تقاضوں اور اس کی حفاظت کے لیے دیگر کام بھی انجام دیے، جیسے نبی ﷺ کی حفاظت وحراست اور حسبِ ہدایت خطوط ومراسلات کا پہنچانا وغیرہ۔ان میں بعض ایسے بھی لوگ تھے جنھوں نے ایک سے زیادہ قسم کے جلیل ترین کام اور مہمیں سر کیں۔

اسلام کے لیے تکلیفیں برداشت کرنا اور ثابت قدمی

یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت سے صحابہ نے تکلیفیں اٹھا کر اسلام پر ثابت قدمی کے جوہر دکھائے۔ان میں سے جو لوگ ہجرت کے بعد مسجد نبوی میں رہتے تھے وہ اصحابِ صفہ کہلائے، ان میں مشرکین مکہ کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھانے والے جلیل القدر صحابہ بھی تھے، جیسے:

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ[۳۴] جنھوں نے نبی ﷺ کے بعد مکہ میں سب سے پہلے قرآن بآواز بلند پڑھا۔قریش اپنی انجمنوں میں بیٹھے تھے کہ آپ نے سورۃ الرحمٰن زور سے پڑھنی شروع کی، انھوں نے اٹھ کر آپ کو مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ لہولہان کر دیا، [۳۵] پھر یہ واقعہ کئی بار ہوا تو آپ حبشہ پھر مدینہ ہجرت کے لیے مجبور ہوئے۔[۳۶]

(۲) حضرت ابو ذر غفاریؓ: نبی ﷺ کی بعثت کے حالات معلوم کر کے آپ سے ملاقات کے لیے مکہ آئے، مشکل سے ملاقات ہوئی، جب آپ کی باتیں سنیں تو اسلام کی ہدایت سے سرفراز ہوئے۔ان سے نبی ﷺ نے کہا: اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ، یہاں تک کہ تمھارے پاس میرا حکم پہنچے، انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے ان کے درمیان چیخ چیخ کر یہ دعوت پہنچاؤں گا، پھر وہاں سے نکل کر مسجد آئے اور بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھا، یہ سن کر لوگ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور انھیں مارتے مارتے زمین پر گرادیا، حضرت عباس بن عبدالمطلب نے ان پر اوندھے لیٹ کر ان کو بچایا اور قریش سے کہا: تمہارا برا ہو! کیا تم کو نہیں معلوم کہ یہ قبیلۂ غفار کے ہیں جو تمہاری شام کی تجارت کے راستہ میں پڑتا ہے، حضرت ابو ذرؓ نے پھر دوسرے دن وہی کیا اور لوگوں نے ان پٹائی کی اور حضرت عباس نے انھیں بچایا، اس کے بعد وہ اپنے وطن چلے گئے۔ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اس کے بعد انھوں نے ہجرت کی ۳۷ اور مسجد نبوی اور صفہ کے ہو رہے، اس لیے ان کا شمار اصحابِ صفہ میں ہوا، ان سے مروی ہے: ''میں اصحابِ صفہ میں سے تھا، ہم شام کے وقت رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر حاضر ہوتے، تو آپؐ دیگر اصحاب کو حکم دیتے تھے کہ ہم میں سے ایک ایک آدمی کو (کھانے کے لیے) اپنے ساتھ لیتا جائے''۔ ۳۸

(۳) حضرت بلال بن رباحؓ: اسلام کے لیے آزمائش کے دوران انھوں نے سب سے زیادہ ثابت قدمی دکھائی، ان کا آقا امیہ بن خلف ان کو چلچلاتی دھوپ میں پیٹھ کے بل بطحائے مکہ میں ڈال دیتا تھا، پھر بڑا سا پتھر ان کے سینہ پر رکھنے کا حکم دیتا اور ان سے کہتا: ایسے ہی پڑے رہو گے، یہاں تک کہ مرجاؤ گے یا محمد کا انکار کرو اور لات وعزیٰ کی پوجا کرو۔ اسی حالت میں بلالؓ أَحَـدُ أَحَـدُ کہتے رہتے۔ ایک دن اسی حالت میں ابو بکر صدیقؓ وہاں سے گذرے، تو امیہ سے کہا: اس مسکین کے بارے میں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ امیہ نے کہا: تم نے اس کو بگاڑا ہے، اب جیسے چاہو اس کو خلاصی دلاؤ، ابو بکر نے کہا: میرے پاس اس سے زیادہ مضبوط ایک سیاہ فام غلام ہے، وہ تمہارے دین کا سختی سے پیروکار ہے، اس کے بدلے میں وہ تم کو دیتا ہوں، امیہ نے اسے منظور کرلیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سے حضرت بلالؓ کو لے کر آزاد کردیا۔ بلالؓ کو سزا دینے کی ایک شکل یہ بھی تھی کہ مشرکین ان کو بچوں کے سپرد کرتے تھے، جو ان کو مکہ کی وادیوں میں گھماتے پھرتے تھے، اور وہ أَحَدُ أَحَدُ کا ورد کرتے رہتے۔ ۳۹

(۴) حضرت عمار بن یاسرؓ: اپنے برادران ، افرادِ خاندان اور والدین کی طرح بہت زیادہ ایذاؤں ، تکالیف اور ظلموں سے دو چار ہوئے ، ابن اسحٰق نے لکھا ہے: ''بنومخزوم عمارؓ، ان کے والد یاسرؓ اور ماں سمیہؓ کو چلچلاتی دھوپ میں مکہ کی گرم ریت سے سزا دینے کے لیے نکلتے تھے ، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گذرتے تو فرماتے: ''آل یاسر! صبر کا دامن تھامے رکھو، تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے''۔ مشرکین ان کو مارتے، گرمی کے موسم میں سخت گرم زمین پر ان کو گھسیٹتے پھرتے ، اور بھوکا پیاسا رکھتے ، دیگر قریشی سرکشوں کے ساتھ فاسق ابوجہل لوگوں کو ان کے خلاف اکساتا تھا، عمار کی ماں سمیہ اسلام پر ثابت قدم رہیں تو ابوجہل نے ان کو نیزہ سے مار ڈالا ، وہ اسلام میں سب سے پہلے شہادت کا شرف پانے والی تھیں، عمار کو مشرکین برابر نا قابلِ برداشت تکلیفیں پہنچاتے رہے ۔ یہاں تک کہ انھوں نے زبانی طور پر ان کی بات مان لی، چناں چہ عبید بن محمد بن عمار کی روایت ہے :'' مشرکین برابر عمار کو تکلیفیں دیتے رہے ، مجبوراً انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا اور مشرکین کے معبودوں کا ذکرِ خیر کیا، اس کے بعد جب آپ ؐ کی خدمت میں آئے تو آپ نے پوچھا: کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: اے رسول اللہ! بری خبر ہے، ان لوگوں نے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ میں نے آپ کی برائی اور ان کے معبودوں کا ذکر خیر نہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے کہا: تمہارے دل کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: میں اپنے دل کو ایمان پر مطمئن پاتا ہوں، آپ نے فرمایا: اگر وہ پھر تنگ کریں تو تم بھی (جان بچانے کے لیے) وہی کرنا ۔[۴۰] اسی سیاق میں یہ آیت اتری:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ، وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النحل ۱۰۶)	مرتد وہ ہے جس نے ایمان کے بعد اللہ کا انکار کیا، سوائے اس شخص کے جس کو مجبور کیا گیا، مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا، لیکن جس شخص کو کفر پر شرحِ صدر ہوگیا، ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان پر بڑا عذاب ہے۔

(۵) خبّاب بن الأرت کو مشرکین کے بے رحمانہ ظلم اور مختلف قسم کی تکلیفوں سے سابقہ پڑا، انھوں نے انھیں زدوکوب کیا، زمین پر منھ کے بل گھسیٹا، ان کے اعضائے جسم کو داغا، اور طرح طرح سے تنگ کیا، مگر حضرت خبابؓ صابر اور ثابت قدم رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اور دوسرے کم زور مسلمانوں کی پریشانی دور کی، شعبیؒ سے روایت ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ سے مشرکین کے مظالم کے بارے میں دریافت کیا تو خبّاب نے کہا: اے امیر المؤمنین میری پیٹھ ملاحظہ کریں، حضرت عمرؓ نے پیٹھ دیکھی تو کہا: ایسی پیٹھ میں نے کسی کی نہیں دیکھی، خبابؓ نے کہا: بارہا ایسا ہوا کہ انھوں نے مجھے سزا دینے کے لیے آگ جلائی تو اس کو میرے جسم کی چربی نے بجھایا'' حضرت قیسؒ حضرت خبابؓ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک موقع پر کعبہ کے سایہ میں ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے، ہم نے عرض کیا: اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمایئے؟ اللہ سے ہمارے لیے مدد مانگیے؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک تم سے پہلے ایک آدمی کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے، مگر یہ وحشی سلوک بھی اس کو اس کے دین سے نہیں ہٹاتا تھا، یا اس کے گوشت اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں، مگر یہ غیر انسانی عمل بھی اس کو اس کے دین سے نہیں دور کرتا تھا، اللہ یقیناً اس دین کو پورا کرے گا، یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرت موت تک جائے گا، مگر اسے راستے میں اپنی بکریوں کے لیے بھیڑیے کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا، لیکن تم ہو کہ جلد بازی کرتے ہو''۔ شعبی ہی سے ایک دوسری روایت ہے کہ: ''جب مشرکین تکلیفیں دیتے تھے تو اس زمانہ میں کوئی نہ تھا جس نے ان کے مطالبات نہ مانے ہوں، سوائے حضرت خبّابؓ کے۔ مشرکین ان کو گرم زمین پر لٹاتے، مگر ان کے منہ سے تکلیف کی کوئی آواز نہ نکلتی، حضرت خبابؓ نے خود بھی کہا ہے کہ: ''مجھے نہیں معلوم کہ کوئی شخص ایسی آزمائش سے گذرا ہو جیسی آزمائش سے میں دو چار ہوا۔[۱۴]

جہاد اور شہادت

مشرکین سے ہونے والے معرکوں میں دیگر صحابہ کی طرح اصحابِ صفہ کا حصہ بھی نمایاں تھا۔ان میں سرِ فہرست جنگ بدر تھی جس میں سرکردہ اصحابِ صفہ مہاجرین نے شرکت کی، ان میں سے بیش تر اس جنگ اور بعد کے دیگر اسلامی معرکوں میں شہید ہوئے۔مثال کے طور پر چند شرکاء کے نام یہ ہیں: حضرت بلال بن رباحؓ جنھوں نے معرکۂ بدر میں اللہ کے دشمن امیہ بن خلف کو قتل کیا۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جنھوں نے عفراء کے دونوں بیٹوں کے ابوجہل پر حملہ کے بعد اس کا کام تمام کیا، اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں بھی شریک رہے، ۴۲؎ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اسلام میں پہلا تیر پھینکنے والے، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت زید بن خطابؓ، حضرت سالم بن عمیرؓ، حضرت خریم بن فاتک بن اُثوس طائیؓ، حضرت حارثہ بن نعمانؓ، حضرت خنیس بن حذافہؓ، حضرت خبیب بن یسافؓ، حضرت خباب بن اُرتؓ، حضرت صفوان بن بیضاءؓ، حضرت سالم مولی ابی حذیفہؓ وغیرہ جنھوں نے غزوۂ بدر اور بعد کے معرکوں میں شرکت کی۔

شہادت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تمام لوگوں کی اعلیٰ ترین آرزو ہوتی تھی۔اصحابِ صفہ میں بھی چند ایسے خوش نصیب تھے جن کو جہاد کے ساتھ شہادت کی نعمت بھی حاصل ہوئی، مثال کے طور پر حضرت زید بن خطابؓ معرکۂ احد میں اور حضرت سالم مولی ابو حذیفہؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔حضرت سالمؓ اپنے سیدھے ہاتھ میں مہاجرین کا جھنڈا لیے ہوئے تھے، یہ کٹا تو اسے بائیں ہاتھ میں سنبھال لیا، وہ کٹا تو جھنڈے کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور یہ آیت پڑھتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کردی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران ۱۴۴)	محمد تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے، کیا اگر وہ وفات پاگئے یا قتل ہوگئے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

روایت اور تعلیم

اصحابِ صفہ کو رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرنے کی بڑی فکر تھی۔ یہی فکر اور تمنا ان کی مدینہ ہجرت اور صفہ میں قیام کا اہم ترین سبب تھی۔ وہاں ایمان کا چشمہ ابلتا تھا۔اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگے رہتے تھے، اس لیے ان کو حفظ و روایت کی وسیع دولت حاصل ہوئی، جس سے سنت کی حفاظت و اشاعت اور تعلیم کا بڑا کام انجام پایا۔ چند نمایاں ترین اصحابِ صفہ راویوں کے نام یہ ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو علم و روایت کی تحقیق و تلاش کے بڑے ماہر تھے۔ ذہبیؒ نے کہا ہے: وہ نپی تلی بات کہنے والوں اور روایت میں سختی کرنے والوں میں سے تھے، حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک بار ان کو کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا: وہ علم سے بھرے ہوئے ہیں، ۴۳ ان کی تلاش و تحقیق اور سختی کے باوجود ان سے بہت سی روایات مروی ہیں، جو بہت سے احکام اور اسلام کے اعلیٰ اصولوں پر مشتمل ہیں۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے نبی ﷺ سے بہت سی روایتیں بیان کیں، پھر ان سے بہت سے صحابہ و تابعین نے یہ روایتیں نقل کیں، وہ علم کے سردار اور حضرت ابن مسعودؓ کے ہم پلہ عالم تھے۔ ۴۴

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے بہت سی روایتیں بیان کی ہیں اور ان سے دیگر صحابہ و تابعین نے روایتیں لی ہیں، جیسے حضرت عائشہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، جابر بن سمرہؓ، سعید بن مسیّبؒ، ابوعثمان نہدی، قیس بن ابی حازم وغیرہ۔ ۴۵

حضرت ابو سعید خدریؓ نے نبی ﷺ، حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زید بن ثابتؓ سے روایتِ حدیث کی اور خود ان سے صحابہ میں ابن عباس، ابن عمر، جابر بن عبد اللہ، محمود بن لبید، ابو امامہ، ابو الطفیل رضی اللہ عنہم، اور تابعین میں ابن مسیّب، ابوعثمان نہدی، طارق بن شہاب رحمہم اللہ نے روایات لیں۔ وہ کثیر الروایۃ تھے، ان کی مرویاتِ

حدیث کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، چناں چہ خطیبؒ نے کہا ہے: وہ فاضل ترین صحابہ میں سے تھے اور بہت سی حدیثیں انھوں نے حفظ کی تھیں۔ ۴۶

حضرت سلمان فارسیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی اور ان سے صحابہ کرام میں حضرت انس بن مالک، کعب بن عجرۃ، ابن عباس، ابو سعید وغیرہ نے اور تابعین میں ابو عثمان نہدی، طارق بن شہاب، سعید مسیّب نے روایت کی۔ وہ علمائے صحابہ میں سے تھے۔ ان کے بارے میں حضرت علی بن طالبؓ سے سوال ہوا تو کہا: ''وہ ہم اہل بیت میں سے نہ ختم ہونے والا سمندر ہیں''۔ ۴۷

حضرت ابو ہریرۃ عبدالرحمٰن بن صخر دوسیؓ نے رسول اللہ ﷺ اور بیش تر صحابہ سے روایت کی اور منقول ہے کہ ان سے تقریباً آٹھ سو صحابہ و تابعین نے روایت کی ہے، صحابہ میں وہ سب سے زیادہ حدیث کے حافظ اور اس کی روایت کرنے والے ہیں۔ ربیع نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے: ''حضرت ابو ہریرۃؓ سب سے زیادہ حافظ ہیں اور ان کی روایات کی تعداد تقریباً پانچ ہزار ہے''۔ ۴۸

اصحابِ صفہ نے حضور ﷺ سے روایت کرنے اور احادیث حفظ کرنے کے علاوہ دوسرے لوگوں تک اس علم کو پہنچانے کی بھی کوشش کی۔ دیگر صحابہ کی طرح اصحابِ صفہ میں سے ہر ایک نے، اس جگہ جہاں اس نے سکونت اختیار کی یا اس کو بھیجا گیا، ایک مدرسہ یا مکتبِ فکر کی حیثیت اختیار کر لی، بعض لوگ علم و فضل کے لحاظ سے اس لائق تھے کہ تعلیم کی خدمت ہی ان کے سپرد ہوئی، جیسے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، جن کو حضرت عمر ابن خطابؓ نے اہلِ کوفہ کا معلّم اور اس کے امیر کا وزیر بنا کر بھیجا، چناں چہ سفیان ثوریؒ نے ابو اسحٰقؒ سے، اور انھوں نے حارثہ بن مضربؒ سے روایت کی ہے کہ: ہمارے سامنے حضرت عمرؓ کا خط پڑھا گیا، اس میں لکھا تھا کہ: ''میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسرؓ کو امیر اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو معلّم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے، وہ دونوں اہلِ بدر صحابہ میں شریف ترین ہیں، تم ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو''، انھوں نے مزید لکھا تھا کہ ''میں نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو بھیج کر تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے''۔ ۴۹

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بحرین کا والی اور وہاں کے باشندوں کی دینی ضروریات کا معلّم بنا کر بھیجا تھا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا: ''علم میں ان کی گہرائی معلوم نہیں کی جاسکتی'' دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''وہ نہ ختم ہونے والا سمندر ہیں'' وہ علم و تعلیم کی طرف توجہ کے لیے معروف تھے، ایک مرتبہ ان کے پاس سے بنو عبس کا ایک آدمی گذرا جس نے دجلہ سے ایک گھونٹ پانی پیا تھا، سلمانؓ نے اس سے کہا: واپس جا کر اور پانی پیو، اس نے کہا: میں تو سیراب ہوگیا، سلمان نے کہا: کیا تمہارے اس گھونٹ نے سمندر میں کچھ کمی کی؟ اس نے کہا: میرے پینے سے اس میں کچھ کمی ہونے والی نہیں، سلمانؓ نے فرمایا: علم کی یہی حالت ہے کہ وہ کم نہیں ہوتا، اس لیے جو علم تم کو فائدہ پہنچائے اس کو حاصل کرو''۔ ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے کہا: ''اے بنو عبس کے بھائی! علم بہت ہے، عمر کم ہے، اس لیے علم میں سے دینی امور کی ضرورت کی چیزیں حاصل کرو''۔ [50]

ان کے علاوہ دیگر اصحابِ صفہ نے بھی اور صحابہ کے ساتھ اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے ترویج علم اور تعلیم کی خدمات انجام دی ہیں۔

قیادت

کئی اصحابِ صفہ نے فتح یاب اسلامی لشکروں اور فوجی مہموں کی قیادت کی ہے جس کی وجہ سے دشمنوں پر مسلمانوں کی قوت ظاہر ہوئی اور رعب قائم ہوا۔ ان کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

حضرت سعد بن وقاصؓ: جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے لشکر کے قائد تھے جس میں کسریٰ اور اس کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور عراق کا بڑا علاقہ فتح ہوا۔ [51]

حضرت سلمان فارسیؓ نے بھی ایک مسلم لشکر کی قیادت کرتے ہوئے ایک ایرانی قلعہ کا گھیراؤ کیا اور اسے فتح کرلیا۔ [52]

حضرت عکاشہ بن محصن اسدیؓ نے غمر کی طرف بھیجی گئی جنگی مہم کی قیادت کی

جو بنو اسد کے پانی کی جگہ ہے، اس حملہ میں وہ دشمنوں کے دوسو اونٹ ہانک کر مدینہ لے گئے اور انھیں کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔۵۳

ان کے علاوہ بھی اصحابِ صفہ نے اللہ کے دین کی مدد اور اس کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے اسلامی لشکر کی قیادت یا ان میں سرگرم شرکت کی ہے۔

ولایت اور حکم رانی

فوجی قائدین کے علاوہ اصحابِ صفہ میں بعض اسلامی شہروں کے والی و حکام بھی ہوئے ہیں۔ان میں ممتاز ترین یہ ہیں:

حضرت سعد بن وقاصؓ کو حضرت عمر بن خطابؓ نے کوفہ کا والی مقرر کیا تھا، انھوں نے ہی یہ شہر آباد کیا۔ان کے بعد اس کے والی حضرت عثمان بن عفانؓ ہوئے۔۵۴ حضرت سعدؓ نے اپنے اور دیگر غریب مسلمانوں پر اللہ کے احسان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: مجھے وہ دن یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم سات افراد تھے جن کے پاس کھانے کے لیے صرف درخت کے پتے تھے، جن سے ہمارے جبڑے چھل گئے تھے، ہاں! میں نے ایک چادر لقطہ کے طور پر اٹھا کر اس کو اپنے اور سعد بن مالکؓ کے درمیان پھاڑ کر بانٹ لیا تھا، قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان ساتوں آدمیوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی نہ کسی شہر کا والی نہ ہوا ہو۔۵۵

حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھی حضرت عمر بن خطابؓ نے کوفہ کا امیر بنایا تھا اور ان کے ساتھ اہلِ کوفہ کی تعلیم کے لیے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو بھیجا تھا۔ دونوں کی تعریف کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا: ''یہ دونوں حضرت محمد ﷺ کے معزز صحابہ میں سے ہیں''۔۵۶

حضرت عقبہ بن عامرؓ والی مصر اور اس کی فتح میں بھی شریک تھے۔ بڑے عالم، شاعر اور ماہر تیراندازوں میں تھے۔۵۷

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے امیر تھے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے عہد میں بحرین کے امیر بنے۔

ان کے علاوہ بھی اصحابِ صفہ میں والی اور امیر ہوئے جنھوں نے اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بہترین انداز میں انجام دیا۔

افتاء

قیادت وحکم رانی کے علاوہ بعض اصحابِ صفہ کو افتاء میں بڑا مقام حاصل ہوا اور ان کی طرف لوگوں کا رجوع عام ہوا جیسے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ ان سے مسائل پوچھتے اور وہ فتوی دیتے تھے، اس لیے ان کو مفتی صحابہ کے طبقۂ اوّل میں کثرت سے فتوی دینے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ۵۸ ذہبیؒ نے لکھا ہے: اکابر صحابہ میں وہ علم کا خزانہ اور ہدایت کے امام تھے، ان کے بعد حضرت ابو ذر غفاریؓ کا مرتبہ ہے جو خود علم کے سردار تھے اور علم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہم پلّہ تھے، لیکن کہا گیا ہے کہ وہ فتوی دینے میں سخت محتاط تھے۔ ۵۹

حضرت ابو ہریرۃؓ: علم وفضل اور فقہ میں مہارت کی وجہ سے وہ بھی ان لوگوں میں ہیں جن کو افتاء کا مقام حاصل ہوا۔ ابن سعد زیاد بن مینا کی روایت میں ہے کہ: حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد سے اپنی اپنی وفات تک مدینہ میں ابن عباس، ابن عمر، ابوسعید، ابو ہریرۃ اور جابر اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ فتوی دیتے تھے، اور انہی پانچوں کو یہ خدمت تفویض ہوئی تھی۔ ۶۰

حضرت ابوسعید خدریؓ: مذکورہ بالا پانچ مفتی صحابہ میں ان کا بھی شمار ہے، ذہبی نے کہا ہے: علمائے صحابہ میں سے تھے، بیعت رضوان میں شریک تھے، حدیث کی بکثرت روایت کی اور ایک مدت تک فتوی دیا۔ ۶۱

حضرت سلمان فارسیؓ بھی علم وفضل اور فتوی کے لیے مشہور تھے۔

ان کے علاوہ بھی اصحابِ صفہ میں مزید اشخاص ہیں جن سے فتوے مروی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سے صحابہ نے خدمت کی ہے، جن میں خاصی تعداد اصحابِ صفّہ کی ہے۔یہ حضرات آپؐ کی خدمت و اطاعت محض اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے، اسی وجہ سے وہ آپ کی خدمت اور آپ کے احکام کی تعمیل میں مسابقت اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش میں رہتے۔ان میں بعض خدمت گاروں کے نام یہ ہیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ، لباس، مسواک اور نعلین کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔وہ ان کو بوقت ضرورت حاضر کرتے تھے،۶۲

حضرت سلمان فارسیؓ نے آپ کی مصاحبت اور خدمت اختیار کر رکھی تھی۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ بھی آپ کے ہم نشین و مصاحب رہے اور خدمت کی عزت حاصل کی۔۶۳

حضرت ابو ہریرہؓ کو طویل صحبت و خدمت کا موقع ملا۔وہ آپؐ کے وضو کے لیے پانی لاتے، آپؐ کسی سے ملنا چاہتے تو اس کو بلا لاتے، پیغام دینا چاہتے تو اس کو پیغام پہنچا دیتے، یا اصحابِ صفّہ وغیرہ میں سے کوئی آپ تک کوئی چیز بھیجتا تو لے جاتے، چناں چہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت ابو ہریرہؓ آپ کے وضو کے برتن اور دیگر ضرورت کی چیزیں اٹھاتے...۶۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی کے ذریعہ اصحابِ صفہ کو کھانے پینے وغیرہ کے لیے بلاتے تھے، کبھی آپؐ ان کے ساتھ بازار جاتے، حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے تو مجھے مسجد میں پایا، آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا، میرا سہارا لیا، اور مجھے لے کر بنی قینقاع کے بازار پہنچے، راستے میں مجھ سے کوئی بات نہ کی، بازار میں گھومے، دیکھا بھالا، پھر واپس ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ لوٹا...۔۶۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری

بوقت ضرورت اصحابِ صفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرہ داری کی خدمت بھی

انجام دی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ: ایک رات رسول اللہ ﷺ کی نیند اچاٹ ہوگئی تو فرمایا: ''کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میری پہرہ داری کا کام کرتا''، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: ہم نے ہتھیار کی آواز سنی تو آپؐ نے فرمایا: کون؟ آواز آئی: ''سعد بن ابی وقاص! آپ کی پہرہ داری کے لیے آیا ہوں''، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ سوگئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔ ۶۶

حضرت بلال بن رباحؓ نے بھی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ کے ساتھ وادی القری میں آپ کی پہرہ داری میں حصہ لیا ہے۔ ۶۷

دیگر کام

اسلامی دعوت کو ابتدا میں دشمنوں کے نرغے سے بچانا اوراس کی حفاظت کے لیے ایذا کے سرچشموں کو بند کرنا ضروری تھا۔ یہ کام بھی بعض اصحابِ صفہ نے اپنی جان پر کھیل کر انجام دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے خالد بن نبیح کے لیے کون کافی ہوگا جو بنو ہذیل سے ہے اوراس وقت عرفہ کی طرف روانہ ہوا ہے؟ حضرت عبد اللہ بن انیسؓ نے کہا: ''میں، اے اللہ کے رسول، مجھے اس کی شکل وصورت بتائیں''۔ حضور نے کہا: ''تم جب اس کو دیکھو گے تو ہیبت زدہ ہوجاؤ گے''۔ عبد اللہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں کبھی کسی چیز سے ہیبت زدہ نہیں ہوا''، پھر عبد اللہ نکلے، یہاں تک کہ غروبِ آفتاب سے قبل عرفہ کے پہاڑوں کے پاس پہنچے، عبد اللہ کہتے ہیں: میں ایک آدمی سے ملا، جس کو دیکھ کر مرعوب ہوا، جب میں اس کے قریب پہنچا تو میں نے پہچان لیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اس آدمی نے مجھ سے پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا: ضرورت مند، کیا رات گذارنے کی

جگہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں! آؤ، میں اس کے پیچھے چلا، عصر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھیں اور میں ڈرا کہ کہیں وہ شخص دیکھ نہ لے، پھر میں اس کے پیچھے پہنچ گیا اور اس کو تلوار سے مارا، پھر نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اس کی اطلاع دی۔ ۶۸

ان متنوع قسم کے بڑے اعمال کی انجام دہی کے ذریعے اصحابِ صفہ نے باقی صحابہ کے ساتھ اسلام کے ستون مستحکم کرنے، اس کے اصول و تعلیمات کی اشاعت کرنے اور دشمنوں کے مکر و فریب کو شکست دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اصحابِ صفہ صرف عبادت کے لیے فارغ اور اورادو وظائف میں مشغول لوگ نہ تھے، جنھیں حق و باطل کے درمیان بر پا کشمکش، خیر و شر کے معرکہ اور اسلام اور کفر کے مابین جنگ کی کوئی فکر نہ تھی، بلکہ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے شرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اس کی جگہ اسلام کی دعوت برپا کرنے کے لیے تن من سے پورا پورا حصہ لیا، اور دیگر صحابہ کرام کی طرح اس میں شریک رہے۔ رضی اللہ عنهم ورضوا عنه

حواشی و مراجع

۱ یاقوت حموی، معجم البلدان، داراحیاء التراث العربی، ۱۳/۱۱۴، ابن الأثیر، النهایة فی غریب الحدیث، تحقیق طاہر الزاوی، محمود طناحی، المکتبة العلمیہ، بیروت، ۳/۳۷

۲ معجم البلدان، ۱۳/۱۱۴

۳ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، داراحیاء التراث العربی، ۱۱/۲۸۷

۴ ابونعیم اصفہانی، حلیة الأولیاء وطبقات الاصفیاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/۳۳۶

۵ ابن سعد، الطبقات الکبری، دار بیروت للطباعة والنشر، بیروت، ۱/۲۵۵

۶ حلیة الأولیاء، ۱/۳۳۸ ۷ حلیة الأولیاء، ۱/۳۳۹

۸ حلیة الأولیاء، ۱/۳۴۰ ۹ فتح الباری، ۱۱/۲۸۷

۱۰ حلیة الأولیاء، ۱/۳۳۹ ۱۱ الطبقات الکبری، ۱/۲۵۵

۱۲۔ حلیة الأولیاء، ۱/۳۴۱، ذھبی، سیر أعلام النبلاء، تحقیق شعیب ارنؤوط، مؤسسة الرسالة، عمان، ۳/ ۳۸۵

۱۳۔ ابن تیمیة، مجموع الفتاوی، الرئاسة العامة لشؤن الحرمین، ۱/۴۱

۱۴۔ فتح الباری، ۱/ ۲۸۷

۱۵۔ سخاوی، أسماء أھل الصفة، مخطوط نمبر ۶۶۶۵، مکتبة وطنیه، تونس، ص ۲۰۸

۱۶۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۶/ ۴۳۱-۴۳۲

۱۷۔ مسلم، الجامع الصحیح مع شرح النووی، دار الفکر و مؤسسة مناھل العرفان، بیروت، ۱۵/ ۱۸۷-۱۸۸

۱۸۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۵

۱۹۔ ابن ماجه، السنن، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی، ۲/ ۱۳۸۲-۱۳۸۳، محقق کا کہنا ہے کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔ حلیة الأولیاء ۱/۳۴۴، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار القلم، بیروت، ۱/ ۵۸۰-۵۸۱

۲۰۔ تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۶۱

۲۱۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۳، تفسیر ابن کثیر ۲/ ۴۱۶، ہیثمیؒ نے اس کے راویوں کو صحیح کا راوی بتایا ہے۔ مجمع الزوائد، دار الکتاب العربی، بیروت، ۷/ ۲۱

۲۲۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۵۳، ابن منظور، لسان العرب، دار المعارف، ۴/ ۲۶۹۰

۲۳، ۲۴۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۲ ۲۵۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۱

۲۶۔ دارمی، السنن، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۲/ ۲۸۱

۲۷۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۰ ۲۸۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۲-۳۴۳

۲۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، دار الفکر، ۱۱/ ۲۴۱، اور سنن الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب ۳۶

۳۰۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۳۸ ۳۱۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۱

۳۲۔ الطبقات الکبری، ۱/ ۲۵۵ ۳۳۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۴۰

۳۴۔ حلیة الأولیاء، ۱/ ۳۷۵

۳۵۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۷/ ۱۶۹

۳۶۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دار العلوم الحدیثۃ، ۲/ ۳۶۹

۳۷۔ الاصابۃ، ۴/ ۶۲-۶۳

۳۸۔ حلیۃ الأولیاء ۱/ ۳۵۲، الطبقات الکبری ۱/ ۲۵۶

۳۹۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۱۴۷-۱۴۸، البدایۃ والنھایۃ، ۳/ ۵۵-۵۶

۴۰۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۱۳۹-۱۴۱، البدایۃ والنھایۃ، ۳/ ۵۶

۴۱۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۱۴۳-۱۴۴، البدایۃ والنھایۃ، ۳/ ۵۷-۵۸

۴۲۔ البدایۃ والنھایۃ، ۳/ ۱۶۹-۱۷۰

۴۳۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱/ ۱۳-۱۴، الإصابۃ ۲/ ۳۶۸-۳۷۰

۴۴۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱/ ۱۷-۱۸، الإصابۃ، ۲/ ۶۲-۶۴

۴۵۔ الاصابۃ، ۲/ ۳۳، سیوطی، تحقیق عرفان عبدالقادر حسونہ، دار الفکر للطباعۃ والنشر، ص۲

۴۶۔ الاصابۃ، ۲/ ۳۵-۳۶

۴۷۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی أسماء الأصحاب، بحاشیۃ الاصابۃ، دار العلوم الحدیثۃ، ۲/ ۵۶-۶۱ الاصابۃ ۲/ ۶۲

۴۸۔ سیر أعلام النبلاء، ۲/ ۶۳۲، الاصابۃ، ۴/ ۲۰۲-۲۰۵

۴۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱/ ۱۳-۱۴ ۵۰۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۱۸۵-۱۸۷

۵۱۔ الاصابۃ، ۲/ ۳۳ ۵۲۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۱۸۹

۵۳۔ الطبقات الکبری، ۲/ ۸۴، ابن سید الناس، عیون الأثر فی فنون المغازی، ۲/ ۱۴۹

۵۴۔ الاصابۃ، ۲/ ۳۳-۳۴ ۵۵۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۹۳

۵۶۔ البدایۃ والنھایۃ، ۷/ ۳۲۳، الاصابۃ، ۲/ ۵۱۲

۵۷۔ سیر أعلام النبلاء، ۲/ ۴۶۷ ۵۸۔ تدریب الراوی، ص۳۸۰

۵۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱/ ۱۶-۱۹ ۶۰۔ الطبقات الکبری، ۲/ ۳۷۲

۶۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱/ ۴۴ ۶۲۔ حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۱۲۶، البدایۃ والنھایۃ، ۷/ ۱۶۹

۶۳ حلیة الأولیاء، ۱۶۴-۱۵۷/۱ ۶۴ صحیح البخاری، ۲۴۰/۲، مسند احمد بن حنبل ۲۷/۱۷

۶۵ الحاکم ابوعبداللہ نیسابوری، المستدرک، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۶۶/۳

۶۶ مسلم مع شرح النووی، ۱۸۳-۱۸۲/۱۵

۶۷ عیون الأثر ۴۱۴/۲ ۶۸ حلیة الأولیاء، ۵/۲

اعلانِ ملکیت سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی، فارم: ۴، رول: ۹

۱۔ مقامِ اشاعت: پان والی کوٹھی دودھ پور، علی گڑھ
۲۔ نوعیت اشاعت: سہ ماہی
۳۔ پرنٹر پبلشر: سید جلال الدین عمری
۴۔ قومیت: ہندوستانی
پتہ: دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۵۔ ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری،
پتہ: دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۶۔ ملکیت: ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی،
پان والی کوٹھی دودھ پور، علی گڑھ

<u>بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی</u>

۱۔ مولانا سید جلال الدین عمری (صدر)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۲۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی (سکریٹری)
فریدی ہاؤس، سرسید نگر، علی گڑھ (یوپی)
۳۔ ڈاکٹر محمد رفعت (خازن)
شعبۂ فزکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
۴۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری (رکن)
الریحان، مزمل منزل کمپلکس، علی گڑھ
۵۔ مولانا محمد فاروق خاں (رکن)
۱۳۵۴- بازار چتلی قبر، دہلی - ۶
۶۔ مولانا مطیع اللہ کوثر یزدانی (رکن)
دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی، ۲۵
۷۔ جناب ٹی، کے، عبداللہ (رکن)
مالاتھن کنڈی ہاؤس، بیلیری، کالی کٹ
۸۔ ڈاکٹر احمد سجاد (رکن)
طارق منزل، بریاتو ہاؤسنگ کالونی، رانچی
۹۔ جناب محمد جعفر (رکن)
ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی - ۲۵
۱۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (رکن)
مزمل منزل کمپلکس، علی گڑھ (یوپی)
۱۱۔ انجینیر سید سعادت اللہ حسینی (رکن)
نان دیڑ

مندرجہ بالا معلومات میرے علم و یقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔

پبلشر

سید جلال الدین عمری